



سولہ سال قبل مغرب میں مذہب سے منحرف تنظیموں کے مرتد رہنماؤں۔ بشمول نہاد عیوض (CAIR): کاؤنسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز، سامی العربیان (WISE): ورلڈ اینڈ اسلام سٹڈیز انٹرپرائز) اور ان کے جیسوں - نے امریکہ کی مختلف "مساجد" سے تعلق رکھنے والی مجالس کو اس بات کی ترغیب دی کہ "۲۰۰۰ کے امریکی صدارتی انتخابات کی شرعیہ رسوم میں شریک ہوں۔" سیاسی شعور کے یہ دعویدار 'ری پبلکن پارٹی - جو امریکی تاریک خیالی کے دو بڑے فرقوں میں سے ایک ہے - اور اس کے اس زمانے کے صدارتی امیدوار جارج ڈبلیو بوش کے حق میں مہم چلانے کی حد تک آگے نکل گئے۔ انہوں نے بوش کے حق میں اپنی فعال حمایت کو اس کے صدارتی وعدوں کے ذریعے جواز فراہم کیا، کیونکہ اپنی صدارتی مہم جوئی کے دوران بوش نے کانٹننٹی صومالیہ میں مداخلت پسندی پر تنقید کی تھی، عرب امریکیوں کے خلاف خفیہ ثبوت استعمال کرنے پر ملامت کی تھی، اور اپنے بارے میں ایک ایسے "دردمند قدامت پسند" کا تصور پیش کیا تھا جو اقلیتوں کی مدد کرے گا اور "مذہبی اور گروہی" تنظیموں کو تقویت فراہم کرے گا۔ اس نے یہاں تک کہا تھا، "میں نہیں سمجھتا کہ ہماری افواج کو اس چیز کے لئے استعمال ہونا چاہیے جسے 'تعمیر ملت' کہتے ہیں،" اور یہ بھی کہا کہ، "اگر ہم اپنی افواج کو دنیا بھر میں قوموں کی تعمیر کے مشن پر بھیجتا بند نہیں کریں گے تو پھر آگے چل کر ہمیں سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا!"

بیت المقدس
صوت الخلافہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرتد ووٹ

سولہ سال قبل مغرب میں مذہب سے منحرف تنظیموں کے مرتد رہنماؤں - بشمول نہاد عوض (CAIR: کاؤ نسل آن امیریکن اسلامک ریلیشنز)، سامی العریان (WISE: ورلڈ اینڈ اسلام سٹڈیز انٹرپرائز) اور ان کے جیسوں - نے امریکہ کی مختلف ”مساجد“ سے تعلق رکھنے والی مجالس کو اس بات کی ترغیب دی کہ ”2000“ کے امریکی صدارتی انتخابات کی شرکیہ رسوم میں شریک ہوں۔ سیاسی شعور کے یہ دعویدار، ری پبلکن پارٹی - جو امریکی تاریخ خیالی کے دو بڑے فرقوں میں سے ایک ہے - اور اس کے اس زمانے کے صدارتی امیدوار جارج ڈبلیو بش کے حق میں مہم چلانے کی حد تک آگے نکل گئے۔ انہوں نے بش کے حق میں اپنی فعال حمایت کو اس کے صدارتی وعدوں کے ذریعے جواز فراہم کیا، کیونکہ اپنی صدارتی مہم جوئی کے دوران بش نے کلنٹن کی صومالیہ میں مداخلت پسندی پر تنقید کی تھی، عرب امریکیوں کے خلاف خفیہ ثبوت استعمال کرنے پر ملامت کی تھی، اور اپنے بارے میں ایک ایسے ”درد مند قدامت پسند“ کا تصور پیش کیا تھا جو اقلیتوں کی مدد کرے گا اور ”مذہبی اور گروہی“ تنظیموں کو تقویت فراہم کرے گا۔ اس نے یہاں تک کہا تھا، ”میں نہیں سمجھتا کہ ہماری افواج کو اس چیز کے لئے استعمال ہونا چاہیے جسے ”تعمیر ملت“ کہتے ہیں،“ اور یہ بھی کہا کہ، ”اگر ہم اپنی افواج کو دنیا بھر میں قوموں کی تعمیر کے مشن پر بھیجا بند نہیں کریں گے تو پھر آگے چل کر ہمیں سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا!“¹

بش کے منافقانہ وعدوں کے علاوہ مرتد اماموں نے نجی طور پر توہمانہ سازشی نظریات کا پرچار کیا، چنانچہ یہ دعویٰ کیا کہ اگر ایگور جیت گیا تو امریکی یہودی لابی گور کو قتل کرنے کے لئے موساد کے ساتھ مل کر کارروائی کرے گی، اور نتیجتاً امریکہ کی باگ ڈور اپنے پہلے یہودی صدر جوبلر مین کے ہاتھوں میں چلی جائے گا۔ پس انہوں نے اپنی سیاسی سادہ لوحی کا ثبوت دیا، کیونکہ لبر مین اور بش میں فرق کیا تھا؟ بش کا ساتھی، نائب صدارت کے عہدے کا امیدوار - جدید قدامت پسند (Neo Conservative)، ”اسرائیل“ نواز ڈک چین - نائب صدر بننے سے پہلے ایک بہت بڑے ”اسرائیل“ نواز امریکی تھنک ٹینک، دی جیونٹ انسٹیٹیوٹ فار نیشنل سکیورٹی افیئرز (JINSA)، کا ایڈوائزری بورڈ ممبر تھا، اور ”1991“ میں اسے ”اسرائیل“ نواز امریکی نیشنل سکیورٹی کے لئے پیشہ ورانہ انہماک کے صلے میں اس (تھنک ٹینک) کا سالانہ

”ڈسٹنگو شد سروس ایوارڈ“ (ایوارڈ برائے نمایاں خدمات) پیش کیا گیا... ماضی کا ایک ایسا تجربہ جو اس میں اور نزاع پسند یہودی لبرین میں مشترک تھا۔ چنانچہ یہودی لابی، یہودی ریاست، یا موساد کو بھلا اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ یہودی مفادات کی مزید تکمیل کے لئے امریکی سیاستدانوں کو استعمال کرنے کی خاطر (پہلے) ایگور کو قتل کریں؟²

تاہم، مغرب کے ان مرتد اماموں کی خود آوردہ سادہ لوحی کے باوجود بش کے حق میں ان کی مہم جوئی میں مرتد سفر الحوالی نے ان کی حمایت کی، جو سیکولر ازم، ارجاء اور امریکہ کی بنیاد پرست عیسائی خارجہ پالیسی کی حقیقت کا پردہ چاک کرنے والے علمی مقالات کا تحریر نگار ہے... وہ مقالات جو عقیدہ و حالاتِ حاضرہ کے بارے اس کے ”علم“ کی قصداً نمائش کرتے ہیں۔ الٹا اس نے اپنے آپ کو اتنا ہی گمراہ اور بے تکا ثابت کر دیا جتنے اس کے بھائی مغرب کے یہ امام تھے جو اس بات کو نہیں سمجھتے تھے کہ بش، گور اور لبرین بنیادی طور پر اسلام اور مسلمان دشمنی میں ایک سے ہیں۔ پھر جب ستمبر 11 کی مبارک کاروائیاں ہوئیں تو الحوالی نے ”صدر بش کے نام ایک کھلا خط“ لکھا جس میں اس نے بش کو یہ کہتے ہوئے اپنی مرتدانہ مہربانی یاد دلائی، ”ہم مسلمان تمہیں منتخب ہوتے دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے اور ہمارے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ جن ووٹوں نے تمہیں فتح دلائی وہ ہمارے ووٹ تھے، اور میں نے ذاتی طور پر مسلمانوں کو نصیحت کی کہ تمہارے حق میں ووٹ دیں۔“

جی ہاں، افسوس کے ساتھ ”2000“ میں فلوریڈا کی کانٹے دار مقابلے والی ریاست میں... جو امریکہ کی ان ریاستوں میں سے ایک ہے جہاں ”مسلمانوں“ کی سب سے بڑی شرح آبادی اور ”مساجد“ کی سب سے بڑی تعداد پائی جاتی ہے... (یہاں) بش کو گور سے 537 زیادہ عوامی (پاپولر) ووٹ ملے، جن سے وہ اس قابل ہوا کہ فلوریڈا کے 25 انتخابی (الیکٹورل) ووٹ حاصل کر کے نتیجتاً کرسی صدارت پر براجمان ہو جائے، جبکہ ملکی سطح پر تقریباً 80 فیصد مرتد امریکیوں کی حمایت اس کے ساتھ تھی۔ پس جمہوری ووٹنگ (رائے دہی) کے ارتداد کا ارتکاب کرنے کے علاوہ وہ (ووٹر) ان جرائم میں بھی شریک ہیں جو بش نے اپنے آٹھ سالہ دورِ حکومت کے دوران اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرزد کیے۔

تاہم مرتد ووٹرز نہ سمجھے، کیونکہ ”2008“ میں اوہاما کو ان کے 90 فیصد تک ووٹ حاصل ہوئے۔ اور تقریباً تیس سالہ تاریخِ جو دنیا بھر کے سامنے یہ ثابت کرتی رہی ہے کہ امریکن ری پبلکن اور ڈیموکریٹک پارٹیوں میں ان کی اسلام اور مسلمان دشمن پالیسیوں کے حوالے سے کوئی فرق نہیں ہے، اس کے بعد بھی نام نہاد ”اخوان المسلمین“ اور اس جیسے فرقوں کے یہ مرتد امام امریکی جمہوریت کے شرکیہ تہواروں میں ووٹنگ کی وکالت کیے جا رہے ہیں۔ اس بار یہ

ڈیموکریٹک پارٹی اور اس کی صدارتی امیدوار ہیلری کلنٹن کی حق میں مہم چلا رہے ہیں۔ ان کو یہ دیکھنا بھی منظور نہیں کہ اوہامانے بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح سے مسلمانوں کے مفادات کے خلاف بالکل اسی طرح دخل اندازی کی جس طرح بش سینئر، بل کلنٹن، اور بش جونیئر نے اس سے پہلے کی تھی۔ اوہامانے عراق اور شام پر حملہ کیا، یہودی ریاست اور عرب ظالم حکمرانوں کی پشت پناہی کی، لیبیا میں دخل اندازی کی (بالکل جس طرح کلنٹن نے بلقان میں جہاد کے سر اٹھانے اور پھیلنے کے خوف سے کیا تھا)، یمن، افغانستان، اور صومالیہ میں بش کے ڈرون حملوں اور پرکسی لڑائیوں کا سلسلہ جاری رکھا، گوانتانامو بے (جیل) کو بحال رکھا، اور اپنے تقریباً ہر انتخابی وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ سب کچھ کیا، اور بلاشبہ وشبہ ڈونلڈ ٹرمپ اور ہیلری کلنٹن بھی بالکل وہی کچھ کریں گے جو ان کے پیش روان سے پہلے کرتے آئے ہیں۔

مزید برآں، جب ٹرمپ اور کلنٹن دونوں نے یہودی ریاست اور اسلام کے خلاف جنگ کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر لیا (خاص طور پر اپنے ان وعدوں کے ذریعے کہ اسلام کے قالب، (موجودہ) خلافت، کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے)، تو پھر اس کے بعد ٹرمپ اور کلنٹن میں صرف یہ فرق باقی رہ جاتے ہیں کہ کلنٹن ”سیاسی درستگی“ میں زیادہ ماہر ہے، اور یہ چیز اسے ’منافقت کے جادو‘ کے پہلو سے فائدہ دیتی ہے، اور وہ نظریہ حقوق نسواں کی علمبردار خاتون ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی جو اپنی قیادت کسی عورت کے ہاتھ میں دے گی“ [اسے بخاری نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے]۔ اور ٹرمپ جلد باز اور متغیر مزاج ہے۔ جہاں تک ”اسلام“ اور ”مسلمانوں“ کے بارے میں ان کے موقف کا تعلق ہے تو کلنٹن کی شاندار لفاظی قوم پرست ”مسلمانوں“ اور لبرل ”اسلام“ کو مسحور کرنے کے لئے ہوتی ہے، کیونکہ وہ مرتد ووٹ کا حصول یقینی بنانا چاہتی ہے اور اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ امریکی ”اسلام“ ایک ایسا پروجیکٹ ہے جو دیگر ممالک میں بھی نمایاں طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، پس نتیجے میں اور زیادہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے ارتداد اور ابدی جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَىٰ اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنَّ آتِيتَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ) ”آپ سے یہود و نصاریٰ ہر گز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے، اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے بھی ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی دلی ہوگا اور نہ کوئی مددگار“ [البقرہ: 120]۔ اور یہ بھی فرمان ہے: (وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) ”یہ

لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں، اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں تو ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے، اور یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے“ [البقرہ: 217]۔ جہاں تک ٹرمپ کی بات ہے تو اسے ابھی یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جس چیز کو وہ ”انتہا پسند اسلامی دہشت گردی“ قرار دیتا ہے وہ سادہ اور آسان الفاظ میں صرف اور صرف اسلام کی تعلیمات ہیں۔ اسلام جس برحق دہشت گردی کی ترغیب دلاتا ہے اس کو بیان کرنے کے لئے اسلام (کے نام) سے پہلے کسی صفت کا اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے، **(وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رَّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ)** ”تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی اور گھوڑوں کی تیاری رکھو کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو“ [الانفال: 60]۔

دریں اثناء، جیسے جیسے امریکی صدارتی انتخابات کا دن قریب ہو رہا ہے، یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ دوسروں کو یہ بات یاد دلانی جائے کہ جمہوریت کے تہواروں میں حصہ لینے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے اور یہ کہ یہ حکم بہر حال یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے چاہے دونوں امیدواروں میں سے ایک ”دو برائیوں میں سے کم تر برائی“ ہو یا نہ ہو، یا حتیٰ کہ اگر وہ ”اسلام“ کا دعویٰ کرنے والا ایک مرتد ہو۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صرف اپنی عبادت اور اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ طاغوت سے دستبردار ہوں اور اس کا انکار کریں۔ **(فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ)** ”اس لئے جو شخص (اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں) کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا، اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے“ [البقرہ: 256]۔ **(وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ)** ”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (اللہ کے سوا تمام معبودوں) سے بچو“ [النحل: 36]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے علاوہ ہر چیز کی عبادت سے انکار کرنا...“ [اسے مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے]۔

لغوی اعتبار سے طاعوت عربی اساس 'طعی' (اساسی حروف: ط غ ی) سے نکلا ہے، جس کے معنی حدوں کو پار کرنا ہے۔ یہ حدیں - قرآن و سنت کے سیاق و سباق میں - اللہ کی توحید ہے۔ چنانچہ طاعوت کوئی بھی ایسی چیز یا ہستی ہے جس کی وجہ سے اللہ کی یکتا اوصاف اور تنہا اسی کے حق عبادت کی خلاف ورزی کی جائے۔ اللہ کی توحید کے ستونوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تنہا اسی کو قانون سازی کا حق ہے۔ چنانچہ اس کے قانون کے سوا کسی بھی اور قانون پر عمل درآمد اس کے ذریعے فیصلے کرنا، اور اس کے ذریعے فیصلے کروانا شرک اکبر ہے۔ اس (بات کو ثابت کرنے) کے لئے قرآن و سنت میں موجود دلائل و براہین صریح اور بے شمار ہیں³۔ (الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا) ”کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے طاعوت (غیر اللہ) کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس کا انکار کریں، اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر رستے سے دور ڈال دے“ [النساء: 60]۔ (أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِّيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) ”کیا ان لوگوں (نے اللہ) کے ایسے شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں، اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا، یقیناً (ان) ظالموں کے لئے ہی دردناک عذاب ہے“ [الشوریٰ: 21]۔ (وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) ”جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں“ [المائدہ: 44]۔

چنانچہ انسانی قانون ساز، انسانوں کے وضع کردہ قوانین، جدید دساتیر، ججز جو ان (دستوروں) کے مطابق فیصلے کریں، اور حکام جو ان کو دوسروں پر لاگو کریں... یہ سب طاعوت ہیں جن سے ایک مسلمان کو لازماً بری ہونا چاہیے اور ان کا انکار کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ جو کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے سوا کسی اور طرف اپنے تنازعات اور اختلافات لے جائے اس نے طاعوت کو حاکم ٹھہرایا۔ طاعوت ہر وہ چیز ہے جس کی عبادت کی جائے یا جس کی پیروی کی جائے یا جس کی اطاعت کی جائے اور اس کی مانی جائے اور ان کاموں میں شرعی حد سے تجاوز کر لیا جائے۔ پس اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا جس کے پاس سے اپنے جھگڑوں اور اختلافات کے فیصلے ٹٹولے جائیں وہ طاعوت ہے اور ایسے لوگ طاعوت پرست ہیں۔ اسی طرح اللہ کے سوا

جس کی عبادت کی جائے وہ طاعوت ہے اور ایسے لوگ طاعوت پرست ہیں۔ اور جس کی پیروی بغیر اللہ کے فرمان کے کی جائے وہ بھی طاعوت ہے اور ایسے لوگ بھی طاعوت پرست ہیں۔ اور جس کی اطاعت کی جائے اور اس کی بات مان لی جائے بغیر اس علم کے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت ہے وہ بھی طاعوت ہے اور ایسے لوگ بھی طاعوت پرست ہیں۔ پس لوگوں کے طاعوت یہ ہیں۔ تم ذرا سا بھی غور کرو گے، لوگوں کے احوال اور ان کے بنائے ہوئے سرداروں کے حالات اپنے سامنے رکھو گے تو دیکھ لو گے کہ اکثر لوگ اللہ کے سوا طاعوت کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کو حاکم بنانے کی بجائے طاعوت کو حاکم بنائے ہوئے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و اتباع سے پھر کر طاعوت کی اطاعت و اتباع میں لگے ہوئے ہیں“ (اعلام الموعنین)۔

تاریخ کے ہر موڑ پر قانون ساز طواغیت بنیادی طور پر کلیساؤں اور بادشاہتوں کی شکل میں یوں موجود رہے کہ ان کے ماتحت انسانی ریوڑ اور محکوم عوام تابعداری اور پیروی کی صورت میں ان کی عبادت کرتے۔ پھر جب یونانی اور رومی مشرکوں نے جمہوریت کی اختراع کی اور اس پر عمل درآمد کیا تو صرف تب سے ایسا ہونے لگا کہ ایک عامی بذات خود قانون سازی ہی کے عمل میں شریک کار ہو گیا۔ نتیجتاً ”معبودان“ باطل تعداد میں بڑھ گئے اور حکومت و کلیسا کے ارکان کے ساتھ شہری طبقے کے تمام ووٹر بھی شامل ہو گئے، کیونکہ جمہوریت ”عوام کی حکومت“ ہے۔ اس شریک منہج کے مطابق بالآخر عوام ہی اصلی و بنیادی منصف ہیں، ساری طاقت انہی کی ہے، اور تنہا انہیں ہی قانون سازی کا حق حاصل ہے۔ عوام کی نمائندگی کرنے والی جدید طرز جمہوریت میں عوام اس طرح حکومت کرتی ہے کہ یہ نمائندے منتخب کرتی ہے جو انتظامی، عدالتی، اور قانون سازی کی سطح پر عوام اور اس کی خواہشات کی نیابت کرتے ہیں۔ ”عوام کی حکومت“ اس وقت تک قابل حصول نہیں ہو سکتی جب تک بیلٹ باکسز کی طرف رجوع نہ کیا جائے، جو کہ لوگوں کی خواہشات کا اعلان کرتے ہیں۔ بیلٹ باکسز کے ذریعے قوانین اور دساتیر وضع کیے جاتے ہیں، تاکہ ان کے ذریعے حکومت اور فیصلے کیے جائیں۔ بیلٹ باکسز کے ذریعے امیدوار اور نامزد افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے تاکہ اُس عوام کی نمائندگی کریں جس کی تابعداری اور پیروی مقصود ہے۔ جمہوریت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے کوئی حکمرانی نہیں سوائے اس کے کہ اس کا کوئی قانون لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہو (تو بس پھر وہ قانون الہی منظور ہو گا)۔ چنانچہ جو کوئی بھی جمہوری نظام میں ووٹ دیتا ہے۔ چاہے وہ خود ایک امیدوار یا نامزد فرد ہے یا نہیں۔ تو وہ اپنے آپ کو ایک طاعوت... اللہ کی حکمرانی اور اس کے قانون میں اس کا مد مقابل... بنالیتا ہے۔ جو کوئی بھی ایسا کرتا ہے وہ مرتد ہے خواہ وہ ایک اعلامیہ سیکولر سٹ ہو یا ”اسلامسٹ“، کیونکہ قانون سازی تنہا اللہ ہی کے لئے ہے اور فیصلہ صرف اسی کا ہے، لوگوں کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے آئین

کے لئے اور نہ لوگوں کے نمائندوں کے لئے۔ پس اگر کوئی فرد جمہوری ووٹ سے دستبردار نہیں ہوتا تو پھر وہ جمہوریت کے طاغوت - ”عوام“ - سے بری اور اس کا انکاری نہیں ہوتا۔

ایمان کا ایک صریح اور متفق علیہ اصول ہے کہ کفر کی ہاں میں ہاں ملانا بھی کفر ہے۔ کفر کی ہاں میں ہاں ملانے میں کفر کی دعوت دینا، کفر کی حمایت کرنا، کفر کے ارتکاب کی نیت کرنا، کفر کے ارتکاب کا وعدہ کرنا، اور کسی بھی نام نہاد دینی یا دنیاوی ”مفاد“ کی خاطر، حقیقتاً کسی دباؤ کے تحت نہ ہونے کے باوجود ارتکاب کفر کرنا شامل ہیں۔ اگر کوئی اس اصول کو سمجھ لیتا ہے تو پھر شیاطین انس - بشمول مرتد اخوان - کا گھڑا ہوا کوئی بھی شک و شبہ اس کے سامنے ڈھیر ہو جائے گا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، (وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ) ”اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں“ [الانعام: 68]، اور، (وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا) ”اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو (اس مجمع میں) ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، ورنہ تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور سب کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے“ [النساء: 140]۔ ان آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مؤمن کسی ایسی مجلس میں خاموشی سے بیٹھتا ہے جہاں کفر کا ارتکاب کیا جا رہا ہے تو تب وہ بھی کفر کا ارتکاب کرنے والوں کے برابر ہی ہے۔ اس آیت سے علماء نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ ”الرضا بالكفر كفر“ (کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے)۔ اگر کوئی کفر کی مجلس میں محض خاموشی سے بیٹھنے سے مرتد ہو جاتا ہے جبکہ وہ اس کفر سے نفرت کا دعویٰ کرتا ہے جس کا ارتکاب کیا جا رہا ہے، تو پھر اس شخص کا کیا معاملہ ہو گا جو خود سرگرمی کے ساتھ کفر میں حصہ لیتا ہے؟ اس سے بھی بدتر مثال، اس شخص کا کیا معاملہ ہو گا جو بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے آپ کو ہی طاغوت - قانون سازی، فیصلہ سازی، اور حکمرانی میں اللہ کا مد مقابل - بنا لیتا ہے، اور وہ یہ کام جمہوری نظام میں ووٹ ڈال کر کرتا ہے؟ ”عوام کی حکومت“ میں شریک ہو کر اور اللہ کی توحید کی خلاف ورزی کر کے!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے، (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (۱۱) لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُولُنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَنْصُرُونَ (۱۲)) ”کیا تو نے منافقوں کو نہ دیکھا؟

اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں، اگر تم جلاوطن کیے گئے تو ضرور بالضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے؛ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قطعاً جھوٹے ہیں (۱۱) اگر وہ جلاوطن کیے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد (بھی) نہ کریں گے اور اگر (بالفرض) مدد پر آ بھی گئے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے پھر مدد نہ کیے جائیں گے (۱۲)“ [الحشر: 11-12]۔ ان آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا

ہے کہ جو لوگ کسی آنے والے وقت میں مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنے کے جھوٹے وعدے کرتے ہیں وہ عین اسی وقت (جب وہ وعدہ کرتے ہیں) کفر کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ دیگر آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ اگر وہ صرف یہ وعدہ ہی کریں کہ کفر میں کفار کی جزوی اطاعت کریں گے تو بھی وہ کفر کے مرتکب ہیں، پس ارشاد باری تعالیٰ

ہے، (إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ (۲۵) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ (۲۶)) ”جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اٹھ پھر گئے اس کے بعد کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہو چکی یقیناً

شیطان نے ان کے لئے (ان کے فعل کو) مزین کر دیا ہے اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے (۲۵) یہ اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو برا سمجھا یہ کہا کہ ہم بعض کاموں میں تمہارا کہا بھی مانیں گے، اور اللہ ان کی پوشیدہ باتیں خوب جانتا ہے (۲۶)“ [محمد: 25-26]۔ اگر محض مذکورہ عمل (زبانی دعویٰ) کرنے سے وہ مرتد ہو گئے تو

پھر وہ کتنا ہی بدترین مرتد ہے جو ووٹنگ کر کے اور یوں اپنے عمل کے ذریعے ”عوام کی طاقت“ کا دعویٰ کر کے اپنے آپ

کو طاغوت بنا لیتا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الحشر میں منافقین کا قصہ اس فرمان کے ساتھ ختم کیا، (كَمْثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ)

”(منافقوں کی) شیطان کی سی مثال ہے کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر، پس جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے

بری ہوں، میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں“ [الحشر: 16]۔ ایسا ہی معاملہ نام نہاد ”اسلامسٹ“ ووٹر کا ہے، کہ وہ

اپنی جانب سے اور اپنے نام پر کفر کرنے کے لئے کسی کو نمائندگی سوچتا ہے اور پھر نامعقولیت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے

کہ وہ تو اس کفر سے بری ہے جو بعد ازاں اس کا منتخب نمائندہ اس کے ووٹ کے بل بوتے پر کرتا ہے!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے، (الَّذِينَ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا) ”کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے“ [النساء: 60]۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے ایمان کی تردید فرما رہے ہیں جو محض یہ خواہش ہی رکھتے ہیں کہ طاغوت سے اپنے فیصلے کروائیں، سو جو اصل میں ایسا کر چکے ہیں ان کا کیا کہنا۔ تو پھر کتنا زیادہ بدتر ہے وہ جو اپنے لئے اور تمام دوسرے ووٹرز کے لئے حتمی اور قطعی فیصلہ سازی کا حق مقرر کرنے کے سبب اپنے آپ کو طاغوت بنالیتا ہے، اور (یوں) وہ سب کے سب ہی کسی جمہوری قوم کے طاغوت ہیں۔ اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ صرف ”اچھائی“ کی نیت کے ساتھ ایسا کرتا ہے تو پھر وہ ان منافقین جیسا ہے جن کا گزشتہ آیت مبارکہ میں ذکر ہوا ہے، کیونکہ اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، (فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّ أَرْدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا) ”پھر کیا بات ہے کہ جب ان پر ان کے کرتوت کے باعث کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو پھر یہ آپ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف بھلائی اور میل ملاپ ہی کا تھا“ [النساء: 62]۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے، (الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا) ”جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو، یقیناً مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے“ [النساء: 76]۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان لوگوں کی تکفیر کا اعلان فرما رہے ہیں جو طاغوت کے لئے لڑتے ہیں۔ تو پھر وہ طواغیت خود کس قدر زیادہ بدتر ہیں کہ جن کے لئے کافر لڑتے ہیں، پس جمہوریت کے طواغیت وہ ووٹرز ہوتے ہیں جن کی طرف تمام بنیادی امور میں فیصلے کے لئے رجوع کیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی فرمانِ تعالیٰ ہے، (مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) ”جو شخص اپنے ایمان

کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے“ [النحل: 106]۔ مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ پہلی آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور دیگر مسلمین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جن پر سخت تشدد کیا جاتا تھا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہیں اور مشرکین کے بتوں کی تعریف بیان کریں۔ یہ واحد استثنائی صورت حال ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کسی کو کفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ جہاں تک کسی دنیاوی مفاد کی خاطر کفر کرنے کی بات ہے تو اس کے بارے میں اگلی ہی آیت وضاحت کرتی ہے کہ ایسا کرنا (کفر کے) مرتکب کو تکفیر سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ (ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ) ”اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا“ [النحل: 107]۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے، (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (۵۱) فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُضْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ (۵۲))

”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز راہ راست نہیں دکھاتا (۵۱) آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”ہمیں خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے“، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے، پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے“ [المائدہ: 51-52]۔ ان آیات مبارکہ میں اگرچہ منافقین اپنے نفاق اکبر کو کفار کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف کا جواز دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے عذر کو قبول نہیں فرماتے کیونکہ ان کا خوف شریعت کی طے کردہ حدود کے مطابق جبر و استبداد کی وجہ سے نہیں تھا، لہذا، جو کوئی بھی جمہوری نظام میں ووٹ ڈالتا ہے وہ مرتد ہے، چاہے اسے یہ ڈر ہی کیوں نہ ہو کہ کسی ایک امیدوار یا نامزد فرد کی کامیابی مسلمانوں کے ساتھ بد سلوکی یا ان کی ملک بدری کا سبب بن جائے گی، کیونکہ شریعت میں کفر کو جائز ٹھہرانے کے حوالے سے جو جبر و استبداد قابل قبول ہے وہ ناقابل برداشت تشدد، جان لیوا کاروائی، اور کفار کی طرف سے حقیقی معنوں میں مغلوب مسلمانوں کے ساتھ فی الفور مذکورہ قسم کے تشدد اور کاروائی کرنے کی دھمکی دیا جانا ہے، جیسا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے واقعہ میں واضح ہے۔ ملک بدری اور بد سلوکی کا خوف (ویسا) جبر و استبداد نہیں ہے۔ مزید برآں، اگر یہود و

نصاری کی حمایت کرنا ارتداد ہے تو پھر ان کے طواغیت کی حمایت کر کے یا دوٹ دے کر اور اس طرح ”عوام کی حکومت“ جس میں تمام ووٹر شریک ہوں، اس سے متفق ہو کر خود طاغوت بن جانا کس درجہ زیادہ بدتر ہے؟

علاوہ ازیں، اگر کوئی فرد واقعاً جبر و استبداد کا شکار ہے تو اس پر ہجرت فرض ہے؛ اگر وہ ہجرت کرنے کے قابل ہے تو پھر اسے جبر و استبداد کی وجہ سے کفر کرنے کا عذر میسر نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے، (إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا) ”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، ’تم کس حال میں تھے؟‘ یہ جواب دیتے ہیں کہ، ’ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے،‘ فرشتے کہتے ہیں، ’کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟‘ یہی لوگ ہیں جب کاٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے“ [النساء: 97]۔ طبری نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ مکہ کے کچھ کمزور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا لیکن بعد میں جنگ بدر میں کفار کی صفوں میں شامل ہو کر ان کی تعداد میں اضافے کا باعث بنے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کمزور افراد مسلمان فوج کی جانب سے چلائے گئے تیروں کا نشانہ بن کر قتل ہو گئے۔ مسلم فوج کے ارکان تب کہنے لگے، ”ہمارے یہ ساتھی مسلمان تھے لیکن ظلم و جبر کا شکار تھے لہذا ان کے لئے اللہ سے دعائے مغفرت کریں۔“ اس وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر خبر دی کہ وہ مقتول معذور نہیں تھے (اصل معذور وہ ہیں)، (إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا) (۹۸) فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا (۹۹) ”مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارہ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے (۹۸) بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے (۹۹)“ [النساء: 98-99]۔ پس اگر وہ محض دشمن کی تعداد بڑھانے کی وجہ سے معذور نہ مانے گئے حالانکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لڑے بھی نہیں تو پھر ان سے کس درجہ زیادہ بدتر اس شخص کا معاملہ ہے جو جمہوری نظام میں دو ٹنگ کر کے خود اپنے آپ کو ہی طاغوت بنا لیتا ہے اور اللہ کی بجائے اپنے آپ کو واجب الطاعت و پیروی ٹھہرا لیتا ہے!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے، (أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا

يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ) ”خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت (زیبا) ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ’ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں،‘ یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا، بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکر ہے ہدایت نہیں دیتا“ [الزمر: 3]۔ اور سبحانہ و تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا، **(وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقَرْيِ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۲۷) فَلَوْلَا نَصْرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلَّ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذَلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ (۲۸))** ”اور یقیناً ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں تباہ کر دیں اور طرح طرح کی ہم نے اپنی نشانیاں بیان کر دیں تاکہ وہ رجوع کر لیں (۲۷) پس قرب الہی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے، (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ تھا اور یہی وہ افتراء کیا کرتے تھے (۲۸)“ [الاحقاف: 27-28]۔ یہ آیات مبارکہ ظاہر کرتی ہیں کہ مشرکین ایک دینی ”مفاد“۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے حصول قرب - کی خاطر شرک کرتے کیونکہ وہ یہ سمجھے تھے کہ وہ ایسا اپنے اُن بتوں کا ذریعہ اختیار کرنے کے سوا اور کسی طرح سے نہیں کر سکتے جو (بت) اُن کے پرہیزگار، سخی، مہمان نواز، اور دین دار اسلاف کے علامتی پیکر تھے۔ (لیکن) اللہ سے قریب ہونے کی یہ اچھی نیت انہیں اس وقت تکفیر سے نہ بچا سکی جب انہوں نے شرک کی مختلف اقسام کا ارتکاب کیا، بشمول غائب اور مردہ ہستیوں سے شفاعت طلب کرنا۔ اسی طرح، جو کوئی ووٹ دیتا ہے اور یوں جمہوریت کے طاغوت سے مربوط ہو جاتا ہے جبکہ ساتھ وہ ”اسلام“ کی حمایت کا دعویٰ بھی کر رہا ہوتا ہے تو وہ تکفیر سے مستثنیٰ نہیں ہوتا۔

یہ اور دیگر آیات ثابت کرتی ہیں کہ ”مسلمان“ ووٹر مرتد طاغوت ہے جس کا خون بہایا جانا واجب ہے الایہ کہ وہ تائب ہو جائے۔ مزید برآں، اگر زکوٰۃ کے انکار کا ارتداد کرنے والوں کے غیر فعال ارکان بھی محض اس وجہ سے مرتدین قرار پائے کہ وہ اپنے قبیلے کے کفر سے بہ رضا متفق تھے، حالانکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے عملی طور پر لڑے بھی نہ تھے، تو پھر وہ مرتدین کس درجہ بدتر ہیں جو بڑی سرگرمی کے ساتھ ووٹرز کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں، اور یہ سب (ووٹرز) مل کر کسی جمہوری قوم کے طاغوت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں؟

اس تناظر میں یہ امر اہم ہے کہ کوئی بھی مرتد جو جمہوری نظام میں ووٹ ڈالنے کی نیت کی وجہ سے ارتداد کا شکار ہوا ہے وہ تائب ہو اور اپنے اوپر اس (نظام) کے طاغوت کے حوالے سے عائد فریضے پر غور و خوض کرے؛ اس پر عائد فریضہ ملتِ ابراہیم علیہ السلام ہے، جیسے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے، **(ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا**

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ”پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں، جو مشرکوں میں سے نہ تھے“ [النحل: 123]۔ یہ ملت دیگر آیات میں بھی بیان کی گئی ہے، بشمول، (قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ...) ”(مسلمانو!)

تمہارے لئے ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں، اور جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ، ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہو گئی...“ [الممتحنة: 4]۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا، چنانچہ سورۃ الکافرون میں فرمایا، (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (۱) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (۲) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (۳) وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ (۴) وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (۵) لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (۶)) ”آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! (۱) نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو (۲) نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں (۳) اور نہ میں عبادت کروں گا اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو (۴) اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں (۵) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے!“ [الکافرون: 6-1]۔ اس آخری آیت مبارکہ کا مطلب ہے، ”تمہارے پاس تمہارا باطل و فاسد دین کفر ہے اور میرے پاس میرا سچا اور خالص دین اسلام ہے، دونوں کا آپس میں کوئی لین دین نہیں ہے،“ جیسے کہ یہ آیت ہے، (وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ) ”اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہہ دیجیے کہ میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل، تم میرے عمل سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں“ [یونس: 41]۔ پس سورۃ الکافرون کو مختلف احادیث و آثار میں ”البراءة من الشرك“، (شرک سے برأت) کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ ابوالجوزاء رحمہ اللہ (م 83ھ) نے بھی فرمایا، ”سورۃ الکافرون زیادہ زیادہ پڑھا کرو اور یوں کافروں سے اپنی برأت کا اظہار کیا کرو“ [الدّر المنثور]۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکامات الہیہ پر عمل درآمد کیا، اور اس طرح سے ابراہیم علیہ السلام کی تقلید کی تو مشرکین نے یہ کہتے ہوئے شکوہ کیا، ”اس نے ہمارے دانشمندوں کی تحقیر کی ہے، ہمارے آباء و اجداد کی توہین کی ہے، ہمارے دین کو رسوا کیا ہے، ہماری قوم کو توڑ ڈالا ہے، اور ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا ہے۔“ ان میں سے بعض نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سوال کے ساتھ استفسار بھی کیا کہ کیا واقعی انہوں نے ان کی، ان کے دین کی، اور ان کے

دیوتاؤں کی تحقیر کی ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، ”ہاں میں ہی ہوں جو ایسے کہتا ہے۔“ اور جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مسلسل مخالفت کرتے رہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، ”کیا تم سنتے نہیں ہو اے جماعت قریش؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، میں تمہیں ذبح کرنے کے لئے آیا ہوں“ [اسے احمد اور ابن حبان نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے]۔ اور جیسے ابراہیم علیہ السلام نے رازداری کے ساتھ لوگوں کے بتوں کو اس وقت توڑ پھوڑ ڈالا تھا جبکہ ابھی وہ مستحکم بھی نہیں ہوئے تھے، بالکل ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت سے قبل موقع پانے پر رازداری سے کیا [احمد، ابن حبان، الحاکم، اور الضیاء نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے] اور پھر بتوں کو توڑنے کا سلسلہ جاری رکھا، یہاں تک کہ نبوی ریاست کے قیام کے بعد یہ کام اعلانیہ طور پر، بلاتاخیر انجام دیتے رہے۔

اسی مطابقت سے موحدین کو جدید مشرکین سے کہنا چاہیے: اے مشرک! ہم ”عوام“ کی عبادت نہیں کرتے۔ ہم صرف تمام لوگوں (عوام) کے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ بلاشبہ ہم تم سے اور اس ”عوام“ سے بری ہیں جس کی تم اللہ کے ساتھ عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے جمہوری کفر کا انکار کرتے ہیں۔ ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہو گئی ہے جب تک کہ تم ”عوام“ کا انکار نہ کرو اور تنہا اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔ بے شک، ہم تمہیں ذبح کرنے اور تمہارے بیلٹ باکسز کو توڑنے پھوڑنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ الفاظ زبان سے برأت کا اظہار ہیں۔

تاہم شرک سے برأت کا حتمی مظہر طواغیت اور ائمہ کفر کو قتل کرنا ہے۔ (الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا) ”جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو، یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے“ [النساء: 76]۔ (وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَنِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ) ”اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سرداران کفر سے بھڑ جاؤ، ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آجائیں“ [التوبة: 12]۔ یہ وہ انداز برأت ہے جس کا اظہار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دشمنوں کے خلاف اپنی عسکری اور خفیہ کاروائیوں میں کیا۔

پس یہ واضح ہے کہ ووٹر (ووٹ دہندہ) جمہوریت کے طاغوت - ”عوام کی طاقت“ - کا ایک عنصر ہے اور یہ کہ ووٹر اس طرح فیصلہ سازی کے عمل میں براہ راست شامل ہوتے ہیں کہ وہ نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ وہ (نمائندے) ان (ووٹرز) اور ان کی خواہشات کی انتظامی، عدالتی، اور قانون سازی سطح پر نمائندگی کریں، پس صلیبی محاربوں کے خون سے زیادہ صلیبی ووٹرز کا خون گرایا جانے کا حق دار ہے۔ یہی کلیہ خواتین ووٹرز کے خون پر بھی لاگو ہوتا ہے، کیونکہ اب وہ محض ایسی بیویاں نہیں جو بس صلیبی شوہروں کی خدمت گزاری کر رہی ہیں اور ان کے صلیب پرست بچوں کی پرورش کر رہی ہیں، بلکہ خواتین ووٹرز جمہوری طاغوت کا ایک عنصر ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگیں لڑنے کا فیصلہ صادر کرتا ہے، پس یہ خواتین مسلمانوں کا خون بہائے جانے میں اتنی ہی مستعدی کے ساتھ ذمہ دار ہیں جتنے مرد، صلیبی فوجی محاذوں پر ہیں۔⁴

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سال کے امریکی انتخابات کو ایک ایسا دردناک عذاب بنادیں کہ اس جیسا (سخت قہر) امریکہ پر اس کی بے ہودہ تاریخ کے دوران پہلے کبھی نازل نہ ہوا ہو۔

تصویری سرخیاں:

جارج ڈبلیو بوش مرتد حمایتیوں کے ساتھ

ہیلری کلنٹن کا ساتھی، نائب صدر کے عہدے کا امیدوار ایک یہودی طاغوت کی جی حضوری کرتے ہوئے

ایک مرتد ووٹر

ڈونلڈ ٹرمپ AIPAC کنونینشن میں یہودیوں کا دربار باش

ایک مرتد، ہیلری کلنٹن اور طاغوتی آئین کی حمایت کرتے ہوئے

¹ مغرب کے مرتد اماموں نے بوش کو اس بات پر سراہا کہ اس نے کلنٹن کی مداخلت پسندی پر اسے تنقید کا نشانہ بنایا تھا جبکہ وہ یہ جانتے تھے کہ بوش کے الفاظ عمومی طور پر بلقان میں کلنٹن کی پالیسی کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور یہ وہی پالیسی تھی جس کے حق میں خود ان اماموں نے ریلیاں نکالی تھیں باوجود یہ بات بخوبی جاننے کے کہ کلنٹن نے وہاں صرف اسی وجہ سے مداخلت کرنی تھی جس وجہ سے اس نے صومالیہ میں کی تھی۔ جہاد کے سر اٹھانے اور پھیلنے کا خوف۔ اس بات کو مد نظر

رکھتے ہوئے کہ یہ مرتد امام صلیبیوں سے بھی زیادہ جہاد سے خوف کھاتے ہیں، ان (مرتد اماموں) کا یہ رویہ حیرت انگیز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں، اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ نام نہاد ”عدم مداخلت پسند“ امریکی کفار، بش اور اوباما کے ساتھ تجربہ کر لینے کے بعد اب اس بات کو سمجھ چکے ہوں گے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے اسی طرح کے انتخابی وعدے بے وزن ہیں، بالخصوص AIPAC (امیریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی) اور نیتن یاہو کے ساتھ اس کی حالیہ ملاقاتوں اور حال ہی میں اپنا ”اسرائیل“ نواز پالیسی پلان ریلیز کرنے کے بعد، اور یہ سب باتیں خارجہ پالیسی اور عالمی تعلقات میں اسے اس کی حریف کلنٹن جیسا ہی بنا کر پیش کر رہی ہیں۔

² اسی طرح جارج ڈبلیو بش، جان مکین، ڈونلڈ ٹرمپ، بارک اوباما، بل اور ہیلری کلنٹن، جو بربین، جو بڈن، جان کیری، اور کئی دیگر سب کے سب امیریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی (AIPAC) کے حمایتی ہیں۔ لہذا مغرب کے مرتد امام کس طرح یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ امریکہ کے صداتی عہدے کے لئے نامزد اشخاص اور امیدواروں کے درمیان مسلمانوں کے لئے واقعتاً کوئی فرق ہے؟

³ رومیہ کے ان شاء اللہ آئندہ آنے والے شمارہ نمبر 3 میں دیکھیے، ”مذہب اسلام اور مسلمانوں کی جماعت - حصہ 4“ اور ”اللہ کے حکمرانی میں اس کی توحید۔“

⁴ ابن قدامہ فرماتے ہیں، ”اگر کفار جنگ کے دوران اپنی عورتوں اور بچوں کو بطور ڈھال استعمال کریں تو ان پر حملہ کرنا جائز ہے... ان کو نشانہ بنانا جائز ہے چاہے جھڑپیں ہو رہی ہوں یا نہیں... اگر کوئی عورت کفار کی صفوں میں یا ان کے قلعوں کی دیواروں پر کھڑی ہوتی ہے اور مسلمانوں پر لعنت ملامت کرتی ہے یا ان کے سامنے اپنا آپ بے پردہ کرتی ہے (جنگ کے دوران انہیں غضب دلانے کی نیت سے)، تو ایسے میں اسے عداوت نشانہ بنانا جائز ہے... اگر اسے نشانہ بنانے کی خاطر ضروری ہو تو اس کی برہنگی کو دیکھنا جائز ہے، کیونکہ یہ (دیکھنا) تیز اندازی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اگر وہ اپنے جنگجوؤں کے لئے تیر اکٹھے کر رہی ہو، انہیں پینے کے لئے پانی دے رہی ہو، یا انہیں لڑنے کی ترغیب دلا رہی ہو تو اسے نشانہ بنانا جائز ہے کیونکہ اس طرح وہ محارب کے حکم میں آتی ہے“ [المعنی]۔ کئی فقہاء نے ایسی ہی مثالیں عورتوں کے قتل کے بارے میں (عام) حکم سے استثناء کے طور پر ذکر کی ہیں۔ (قتل کی) ممانعت سے استثناء صلیبی اقوام کی خواتین ووٹرز پر اور بھی زیادہ لاگو ہوتا ہے کیونکہ وہ محض محارب ہی نہیں بلکہ اس طاعوت کا حصہ بھی ہیں جو اسلام کے خلاف جنگ اور اللہ کے ساتھ اپنی عبادت و بندگی کا حکم دیتا ہے!